۶۶

# مخالفت سے گھبرانا نہیں بلکہ فائدہ اٹھانا چاہیئے

(فرمودہ ۹/ نومبر ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ہر سلسلہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور ہر آواز جو آسمان سے بلند ہوتی ہے اس کے ساتھ کچھ مخالفتیں بھی لگی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے نبیوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ (الحج ۵۳) کہ جب کسی کام کو نبی شروع کرتے ہیں اور کسی بات کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے ارادہ کے پورے ہونے کے راستہ میں شیطان روکیں ڈالتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ قانون ہے اور اٹل قانون ہے کبھی ایسا نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اور اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے کوئی نبی کھڑا ہو اور اس کے رستہ میں روکیں نہ ڈالی جائیں۔ ہم جب قانون قدرت کو دیکھتے ہیں یہی نظارہ وہاں بھی نظر آتا ہے۔ ہر ایک اچھی چیز جو ہے اس کے ساتھ کچھ برائی بھی لگی ہوئی ہے۔ ہر حسن کے ساتھ کچھ بدصورتی بھی ہوتی ہے۔ جس جگہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ خوبصورت نظارے پیدا کئے جاتے ہیں ان کیساتھ ہی کچھ ہلاکت کے گڑھے بھی ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں اگر ایک طرف حسن اور خوبصورتی کا منظر پیش کر رہی ہوتی ہیں تو ساتھ ہی ان کی غاریں ایک بے پناہ ہلاکت کی طرف بلا رہی ہوتی ہیں۔ دریا اور سمندر اگر اپنے اندر ہزاروں قسم کی خوراک اور زینت و زیبائش کے سامان رکھتے ہیں تو ساتھ ہی ہلاکت اور تباہی کے سامان بھی رکھتے ہیں۔ غرض دنیا میں ہر ایک جگہ اچھے کے ساتھ برا بھی نظر آتا ہے۔ پس جس طرح قانون قدرت یہ نظارہ پیش کرتا ہے اسی طرح قانون شریعت میں نیکی کے ساتھ بدی اور بھلائی کے ساتھ برائی لگا دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی پیدائش

کے ساتھ ہی شیطان کی پیدائش کا ذکر موجود ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ انسان کے ساتھ ہی شیطان کہاں سے آگیا۔ حالانکہ شیطان خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کا حصہ ہے اور بغیر شیطان کے ملائکہ کی بھی خوبصورتی نظر نہیں آسکتی اور بغیر برے نظاروں کے خوبصورت نظاروں کی حقیقت بھی دکھائی نہیں دے سکتی۔ بظاہر ہر ایک برائی تکلیف دہ اور رنج پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ لیکن در حقیقت انسان کو خوبصورتی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اسی طرح اگر دنیا میں خدا کی آواز کے ساتھ شیطان کی آواز نہ ہوتی تو نبیوں کی جماعتوں کی ترقی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ وہ کونسی چیز ہے جو نبی کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہنچاتی ہے۔ کیا اس کے اپنے اشتہار اور اس کی اپنی کتابیں دنیا کے کناروں تک پہنچتی ہیں۔ اس کی اپنی آواز محدود ہوتی ہے اور اس کے ماننے والے ابتداء میں تین چار یا دس بیس ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کے کناروں تک نبی کی آواز کیونکر پہنچا سکتے ہیں۔ وہ وائرلیس کا آلہ جو نبی کی آواز کو ساری دنیا میں پہنچاتا ہے اور وہ بجلی کی تاریں جو اس کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہنچاتی ہیں وہ شیطان اور اس کی ذریت ہوتی ہے۔ جس وقت نبی آواز بلند کرتا ہے تو شیطان اور اس کی ذریت اس آواز کو ساری دنیا میں پہنچا دیتی ہے۔ وہ تمام دنیا کو اس طرح خبر کر دیتی ہے کہ کہتی پھرتی ہے فلاں انسان بہت برا ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا لوگ اس انسان کے برے ہونے کا فیصلہ تو بعد میں کرتے ہیں پہلے انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص دنیا میں کھڑا ہوا ہے اور اس کا یہ دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعویٰ کیا تو اس وقت آپ کو جو سامان میسر تھے ان کے ذریعہ کہاں دنیا کو اپنے دعویٰ سے مطلع کر سکتے تھے۔ ایک ایسا آدمی جس پر چالیس' پچاس آدمی ایمان لائے نہ گورنمنٹ کو اس کی طرف توجہ ہو سکتی تھی اور نہ کسی اور کو۔ اس وقت شیطان آگے آیا اور اس نے آکر کہا اس شخص نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس سے بچنا اور اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا۔ وہ امیروں کے پاس گیا اور ان کے کانوں میں جاکر یہ ڈالا کہ یہ شخص تمہاری امارتوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ مولویوں کے پاس گیا اور انہیں جاکر پڑھایا کہ یہ تمہاری مولویت کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ وہ فقیروں کے پاس گیا اور انہیں جاکر بتایا کہ یہ تمہارے فقر پر پانی پھیرنا چاہتا ہے۔ وہ صوفیوں کے پاس گیا اور انہیں جاکر سکھایا کہ یہ تمہاری روحانیت کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے۔ وہ عوام کے پاس گیا اور جاکر کہا یہ تمہاری طاقت کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت جب امراء نے سمجھا کہ ہماری حکومت تباہ کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے تو چونکہ ان کی کرتا دھرتا

گورنمنٹ ہی ہوتی ہے اس لئے وہ گورنمنٹ کے پاس گئے اور جاکر کہا یہ خطرناک آدمی پیدا ہو گیا ہے اس کا انتظام کرنا چاہئے اس طرح گورنمنٹ ہوشیار ہوئی۔ ادھر عوام نے آپس میں کہنا شروع کیا یہ ایسا انسان پیدا ہؤا ہے جو ہمارے نظام میں تغیر کرنا چاہتا ہے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے اس طرح ان میں آپ کے کھڑے ہونے کی خبر پہنچی۔ اسی طرح صوفیوں نے اپنی مجلسوں میں اور مولویوں نے اپنے وعظوں میں آپ کا ذکر کرنا شروع کیا۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ ہر جگہ آواز پہنچ گئی۔ انگریزوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے انگریزوں تک مولویوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے مولویوں تک صوفیوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے صوفیوں تک آپ کا ذکر پہنچ گیا۔ اور وہ کام جسے ہم ہزاروں سال میں بھی نہ کر سکتے تھے شیطان نے چند ماہ میں کر دیا۔ اور وہی چیز جسے انسانی نسلوں کو تباہ کرنے والی سمجھا جاتا ہے وہی دنیا پر حجت پوری کرنے والی بن گئی۔ کہا جاتا ہے کیونکر ساری دنیا پر حجت تمام ہوگئی کہ وہ عذاب کے نیچے آجائے گی یا کم از کم سوال کے نیچے آگئی۔ ہم تو اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ کامل حجت کے بغیر عذاب آجائے لیکن بہرحال سوال تو ہر اس شخص سے ہو سکتا ہے جس کے کان میں آواز پڑے۔ اس بات کا مستحق ساری دنیا کے لوگوں کو کس نے بنایا؟ ہم اس کا نہایت آسانی اور صداقت سے یہ جواب دے سکتے ہیں کہ خود شیطان نے لوگوں کو یہ سوال کئے جانے کے قابل بنا دیا کیونکہ اس نے ساری دنیا کو اطلاع دے دی کہ مسیح موعودؑ آگئے۔ غرض وہی وجود جو دنیا کو برباد اور گمراہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا موجب بن گیا۔

ان حالات اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفتوں اور تکلیفوں سے کبھی نہیں گھبرانا چاہئے۔ خواہ وہ کس حد تک پہنچ جائیں مخالفت لوگوں کو بیدار کرتی ہے اور ان کی سستیوں کو دور کرتی ہے اور بسا اوقات ضروری ہوتی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے میں اس وقت چھوٹا سا تھا مگر بات اچھی طرح یاد ہے کہ کئی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے کہ ان کے علاقہ میں جماعت کی ترقی نہیں ہوتی۔ اس پر آپؑ فرماتے جاکر آگ لگا دو تب لوگ توجہ کریں گے۔ اگر یوں کسی کے گھر جاکر دستک دی جائے تو ہو سکتا ہے جواب بھی نہ دے لیکن اگر اسے یہ کہا جائے کہ تمہارے مکان کو آگ لگی ہوئی ہے تو بے تحاشا اٹھ کھڑا ہوگا۔ پس اگر تم ترقی چاہتے ہو تو آگ لگا دو اس کے بعد ترقی ہوگی۔

یہ بالکل صحیح اور درست بات ہے مخالفت اور وہ مخالفت جو خدا تعالیٰ خود پیدا کر دیتا ہے

بڑی قیمتی چیز ہے۔ ابتلاء خود مانگنا پسندیدہ بات نہیں ہے لیکن اگر کوئی ابتلاء آئے تو اس سے بہتر سے بہتر فائدہ اٹھانا مؤمن کی شان ہے۔ دیکھو جب طوفان آتے ہیں تو علاقوں کے علاقے برباد کر جاتے ہیں یہ عذاب ہوتا ہے۔ مگر یہی پانی ہوتا ہے جب اس سے گورنمنٹ بجلی نکالتی ہے تو کتنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان کے حملہ کو قابو میں لاکر فائدہ اٹھانا مؤمن کی شان ہے نہ کہ اس سے گھبرا جانا۔ میں دیکھتا ہوں جہاں سلسلہ کی مخالفت بند ہو جاتی ہے وہاں سلسلہ کی ترقی بھی بند ہو جاتی ہے اور جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت ترقی کرتی جاتی ہے پس ہماری جماعت کے لوگوں کو مخالفتوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں جہاں جہاں جماعت بڑھتی جاتی ہے یہ احساس پیدا ہوتا جاتا ہے کہ مخالفت نہ ہو اور کوئی خلاف آواز نہ اٹھائے۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے واقعات آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں مگر وہ زیادہ دور کے زمانہ کے واقعات نہیں ہیں۔ یہی قادیان جہاں اب خدا کے فضل سے احمدیوں کی کثرت ہے اور دوسرے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں یہاں بھی ایک وقت وہ تھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے والوں کو آرام حاصل نہ تھا۔ بعض لوگ رستہ میں کیلے گاڑ دیتے تھے اور کہتے تھے ہم یہاں اپنے جانور باندھیں گے مگر ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ اندھیرے منہ صبح شام گذرنے والے ٹھوکریں کھاکر گریں۔ اگر کوئی ان کیلوں کو اکھیڑتا تو اس سے لڑائی کی جاتی اور جب بعض جوشیلے احمدی ان سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں روکتے اور فرماتے صبر کرو پھر مسجد کے آگے دیوار بنا دی گئی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت دے دیتے تو اس کی ایک ایک اینٹ دس پندرہ منٹ میں غائب کر دی جاتی مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ اور دو سال تک مقدمہ چلتا رہا تب جاکر وہ دیوار گرائی گئی۔ بعض دفعہ گھر کے اندر سے گذار کر نمازیوں کو مسجد میں لایا جاتا تھا مگر باوجود اس کے صبر سے کام لیا گیا۔ غرض ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ابتلاء آئے وہ ہمیں بھولے نہیں۔ بعد میں آنے والے سمجھتے ہوں گے کہ جماعت کے لوگوں کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی ہوگی اور شروع سے یہی حالت ہوگی جو اب ہے مگر یہ درست نہیں۔ یہاں بڑے بڑے ابتلاء آئے۔ ان میں سے بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو میری ہوش سے بھی پہلے کی ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک وقت چوہڑوں کو کہہ دیا گیا تھا کہ وہ صفائی نہ کریں اور کمہاروں سے کہہ دیا گیا تھا کہ برتن نہ دیں۔ یہ میری ہوش سے پہلے کی باتیں ہیں مگر یہ باتیں میری ہوش کی ہیں کہ معمولی

مٹی اٹھانے پر لڑائی جھگڑے ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ کے کمرے اس طرح بنے کہ کوئی کمرہ راتوں رات بنا لیا گیا اور کوئی اس وقت بنایا گیا جب مخالفت کرنے والوں کو موجود نہ پایا گیا۔ سید احمد نور صاحب مولوی قطب الدین صاحب میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کے جہاں مکانات ہیں وہاں لڑائیاں ہوئیں اور مٹی ڈالنے سے روکا گیا۔ اب وہ زمانہ بدل گیا خدا تعالیٰ نے یہاں جماعت زیادہ کر دی مگر سچی بات یہ ہے کہ مخالفت کے زمانہ میں جو لطف تھا وہ بعد میں نہ رہا۔ مخالفت کے ایام میں خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ ہوتی اور مخالفین کے مقابلہ کے لئے سب لوگ مستعد ہوتے ہیں لیکن امن میں آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے لڑائی کا مادہ بھی فطرت انسانی میں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ملائکہ نے بھی انسانی پیدائش کے موقع پر کہا۔ کیا ایسا وجود بنایا جائے گا جو سفک دم کرے گا؟ معلوم ہوتا ہے سفک دم اور فساد فی الارض انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ آگے یہ باتیں کوئی نیکی کی خاطر کرتا ہے اور کوئی بدی کے لئے۔ بات یہ ہے مارنا اور لڑنا انسان سے وابستہ ہے خواہ وہ نیکی کے لئے ہو خواہ بدی کے لئے۔ اگر کوئی دشمن سے جا کر نہ لڑے تو ڈاکٹر کی صورت میں نشتر سے دوسروں کے جسموں کو چیرتا پھاڑتا ہے۔ غرض انسان کے لئے مقابلہ کرنا اور لڑنا لازمی بات ہے۔ جب اس کے لئے یہ رستہ بند ہو جاتا یا انسان خود بند کر لیتا ہے کہ غیروں سے لڑے تو پھر اپنوں سے لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ غیروں سے لڑتا ہے تو اسے مظلومیت کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ ظالم بننا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ مظلوم بننا پسند کرتا ہے لیکن جب امن ہو جاتا ہے اور غیروں سے مقابلہ نہیں رہتا تو آپس میں لڑائی جھگڑا شروع کر دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفت کا ہونا بھی ضروری چیز ہے۔ اور ہماری جماعت کے لوگوں کو مخالفتوں سے ڈرنا نہیں چاہئے اور سچی بات تو یہ ہے کہ جب تک اخلاق کی پوری پوری تربیت نہ ہو جائے اس وقت تک مخالفت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے ساتھ ہی اعلیٰ اخلاق حاصل کر لیتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لانے کے ساتھ ہی اخلاق میں پورا تغیر پیدا کر لیتے ہیں وہی صدیق ہوتے ہیں اور بہت کم ہوتے ہیں۔ صدیق اسے کہتے ہیں جو منہ سے بات کہنے کے ساتھ ہی اعمال میں اسے جاری کر لیتا ہے۔ اس میں تغیر انقلاب کے رنگ میں فوری پیدا ہوتا ہے۔ مگر عام قاعدہ یہی ہے کہ تغیر ارتقاء کے ذریعہ یعنی تدریجی ہوتا ہے عام قانون ہے جب کسی انسان کو ایمان نصیب ہوتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا منہ

خدا تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ خدا تعالیٰ تک پہنچ بھی گیا ہے۔ اگر وہ قدم اٹھاتا جائے گا اور کوشش کرے گا تب خدا تعالیٰ تک پہنچے گا۔ یہ عام مؤمن کی حالت ہوتی ہے۔ یعنی وہ ارتقاء کے اصل کے ماتحت ترقی کرتا ہے لیکن صدیق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس میں فوری تغیر ہوتا ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ جب کوئی جماعت ایمان لاتی ہے تو وہ ساری کی ساری یک لخت ارتقاء میں بڑھ جاتی ہے غلط ہے۔ جماعت ارتقاء میں آہستہ آہستہ ترقی کیا کرتی ہے۔ اور وہ جماعت جس کی مخالفت اگر اس زمانہ سے پہلے دور ہو جائے جب اس کے اخلاق کی تربیت ہو چکی ہو تو اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں اور اخلاقی طور پر پوری ترقی نہیں کر سکتی۔ پس ضروری ہے کہ وہ لوگ جو ارتقاء کے قانون کے ماتحت اخلاقی ترقی کرنے والے ہیں جس قدر عرصہ ان کے لئے ضروری ہے اس میں ان کی مخالفت قائم رہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات مخالفت کا ہونا عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوتی ہے اور اس کا مٹنا اخلاق اور تربیت کو برباد کر دیتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہماری جماعت مخالفتوں سے گھبرائے اسے خوش ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی ترقی کے سامان مہیا کئے ہیں۔ اور ایسے ذرائع مخالفتوں کو مٹانے کے لئے اختیار نہیں کرنے چاہئیں جو سختی کا پہلو رکھتے ہوں۔ اخلاق کی درستی کے لئے صبر جیسی عظیم الشان درس گاہ اور کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی خاص قدرت کا تو اور حال ہے مگر انسانی تدابیر میں سے صبر بہت مفید چیز ہے۔ جو ہر قسم کے اخلاق میں اصلاح پیدا کرتا ہے اور اس کے ذریعہ دشمن سے دشمن کا دل موہ لیا جا سکتا ہے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر تکلیف اور مخالفت کے وقت صبر سے کام لینا سیکھیں۔ جلدی جوش میں نہ آجایا کریں۔ کیا کوئی خلاف منشاء بات دیکھ کر اس لئے انہیں جوش آجاتا ہے کہ وہ زیادہ ہو گئے ہیں اور قوت کیساتھ مخالفت کو مٹا سکتے ہیں۔ جس غرض کے لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں اس کے لحاظ سے تو ان کی تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم دنیا فتح کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کیا اس کے لئے ہماری کثرت کافی ہو گئی ہے۔ یاد رکھو جب تک ہم دنیا میں کم از کم سو میں دس احمدی نہیں ہو جاتے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو مخالفت کے مقابلہ میں جوش آتا ہے تو معلوم ہؤا وہ سمجھتا ہے اس نے کام کر لیا اور اسے اطمینان حاصل ہو گیا۔ حالانکہ ہم تو ابھی منزل مقصود کے ابتدائی حصوں تک بھی نہیں پہنچے کجا یہ کہ انتہائی درجے حاصل کر چکے ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ صبر اور استقلال کے ساتھ

اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ راہ اختیار نہ کریں جو دین اور اخلاق کے لئے مضر ہو۔ آمین

(الفضل ۱۶/ نومبر ۱۹۲۸ء)